لبِ جُو

حافظ محمد آصف احسان

حدود آرڈیننس اور حکومتی ترامیم

امکانات ، خدشات اور مضمرات

اس حقیقت سے ہر صاحبِ فہم و ذکا لازمی طور پر اتفاق کرے گا کہ اخلاقی بے راہ روی اور مادر پدر آزادی حضرت انسان کو 'اشرف المخلوقات' کے رتبۂ عالی شان سے گرا کر عقل و شعور سے عاری حیوانات کی صف میں لاکھڑا کرتی ہیں اور انسان کی سماجی زندگی کے ان گوناگوں محاسن و محامد کو پیوندِ خاک کردیتی ہیں جو جملہ بشریت کا اندوختہ گراں مایہ اور اثاثۂ بے مثل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، نے انسانی معاشرے میں عریانی و فحاشی کے فروغ کی سخت مذمت کی ہے اور ان اُمور و معاملات کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے جو انسانیت کی معراج یعنی شرم و حیا کے منافی ہوں۔ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (سورۃ النور:۱۹)

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔''

خالقِ کائنات کی جانب سے اس قدر شدید تنبیہ کے باوجود یہ امر انتہائی اذیت رساں اور تاسف انگیز ہے کہ موجودہ 'پرویزی' حکومت حدود آرڈیننس میں ترامیم کے ذریعے زنا بالرضا (Fornication) کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کے درپے ہے۔ اربابِ بسط و کشاد اور اصحابِ حل وعقد اس بات کے آرزومند ہیں کہ باہمی رضامندی سے کی جانے والی زنا کاری کو ہر طرح کے ریاستی قوانین سے بالاتر قرار دے دیا جائے اور اس اہانت آمیز اور شرمناک فعل کا ارتکاب کرنے والے 'جانوروں' پر کوئی شرعی حد نافذ نہ کی جائے

www.KitaboSunnat.com

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے اسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

اس وقت پورے عالم اسلام میں صرف تین ملک (ایران، پاکستان اور سعودی عرب) ایسے ہیں جہاں زنا بالرضا قانونی طور پر جرم ہے۔ ان کے علاوہ پورے رُبع مسکون میں کہیں بھی رضا مندانہ بدکاری کو قانونی طور پر جرم اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو مستوجب ِسزا نہیں سمجھا جاتا۔ پاکستان میں بھی حدود قوانین کے نفاذ (۱۰ر فروری ۱۹۷۹ء) سے قبل زنا بالرضا آئینی اور قانونی طور پر جرم کے زمرے سے خارج تھا، تاہم اس کے نفاذ کے بعد زنا بالرضا کی قانونی حیثیت متعین ہوئی اور اسلام کے نظامِ حدود کے تحت اسے قانونی طور پر جرم قرار دیا گیا۔ چونکہ قیامِ پاکستان کا سب سے عظیم اور نمایاں مقصد ایک ایسے خطہ زمین کا حصول تھا جہاں شریعتِ اسلامیہ کے تمام اُصول وضوابط اور قواعد وقوانین کو جملہ شعبہ ہائے حیات میں بدرجہ اتم نافذ کیا جاسکے، اس لئے وطنِ عزیز میں حدود آرڈیننس کی تنفیذ بجاطور پر ایک حوصلہ افزا اور خوش آئند امر تھا مگر اسے پاکستانی عوام کی تیرہ بختی اور سوختہ نصیبی ہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ وقتاً فوقتاً حدود اللہ کو معاذ اللہ بازیچہ اطفال سمجھنے والے حکومتی گماشتوں، نام نہاد مذہبی سکالروں اور مغربی تہذیب وثقافت کے بے نام ونسب علمبرداروں کے پیٹ میں حدود قوانین کے خلاف مروڑ اُٹھتے رہے۔ اُنہوں نے مختلف ابلیسی تاویلوں اور شیطانی ہتھکنڈوں کی آڑ لے کر حدود آرڈیننس کو اسلام، عصری تہذیب وتمدن، انسانی حقوق اور تحفظِ نسواں کے خلاف باور کرانا چاہا اور پیہم اسی تگ وتاز میں منہمک رہے کہ یا تو حدود قوانین کو مکمل طور پر منسوخ کردیا جائے یا پھر اس میں ایسی ترامیم کردی جائیں جو عملی طور پر اسے عضوِ معطل بنادیں تاہم اس سعی ٔ نامشکور کے باوجود یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی اور گردشِ ایام کے ایک معمولی دور کے بعد آج پھر پاکستانی عوام اسی معرکہ خیر وشر کا سامنا کررہی ہے۔

یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسانی معاشرے کی بقا وسلامتی کا انحصار جن اجزا و عناصر پر ہوتا ہے، ان میں سے اہم ترین عنصر خاندانی نظام کا استحکام ہے۔ اگر یہ نظام مضبوط اور محکم بنیادوں پر استوار ہوگا تو انسانی معاشرہ بھی بحیثیتِ مجموعی درست راستے پر گامزن رہے

www.KitaboSunnat.com

گا اور اس کے افکار و نظریات اور رسوم و رواج کی انفرادیت و یگانگت برقرار رہے گی لیکن اگر اس نظام میں کجی اور مسلمہ معاشرتی اقدار و روایات سے انحراف کے عناصر موجود ہوئے تو اس کے تباہ کن اور ضرر رساں اثرات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے اور ایسا معاشرہ قوانینِ فطرت سے اِعراض کرنے کی پاداش میں جلد یا بدیر خود کشی کرنے پر مجبور ہوجائے گا۔ خاندانی نظام کی درستی یا بگاڑ میں خاوند اور بیوی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر زوجین کے مابین مہر و وفا اور صدق وصفا کے احساسات و جذبات نکاح کی صورت میں موجود ہوں تو لامحالہ اس کے خوشگوار اور نفع بخش اثرات ان کی اولاد پر بالخصوص اور تمام افرادِ معاشرہ پر بالعموم مرتب ہوتے ہیں اور اگر مرد وزن کے مابین نکاح کا مضبوط اور مقدس رشتہ موجود نہ ہو اور ان کے باہمی تعلقات و روابط محض جنسی آسودگی اور شہوانی لذت حاصل کرنے تک محدود ہوں تو بلا شک وشبہ یہ اقدام نہ صرف تولد ہونے والی اولاد کو باپ کی کمال درجہ شفقت اور ماں کی لائقِ قدر ممتا سے محروم کردیتا ہے بلکہ من حیث المجموع پوری سوسائٹی کے لئے ایسے توہین آمیز، رسوا کن اور سنگین نتائج و عواقب کا باعث بنتا ہے جو افرادِ معاشرہ کی ہر موجود صفت (Attribute) کو معدوم کردیتے ہیں۔ خاندانی نظام کی بربادی، معاشرتی زندگی کی تباہی اور قلبی اطمینان وسکون کی عدم موجودگی کا یہ وہ اندوہناک اور عبرت انگیز پہلو ہے جس کا تجربہ ومشاہدہ آج مغربی ممالک کی اکثریت کررہی ہے۔ امریکہ اور یورپ میں خاندانی نظام کی زبوں حالی کا مفصل تجزیہ کرنا ہمارا مقصود نہیں تاہم 'مشتِ نمونہ از خروارے' کے مصداق چند چشم کشا حقائق نذرِ قارئین ہیں:

ایک حالیہ سروے کے مطابق مغربی ممالک میں بسنے والے مرد اپنی زندگی میں اوسطاً ۱۴ء۶ عورتوں سے بدکاری کرتے ہیں جبکہ وہاں سکونت پذیر عورتیں اوسطاً ۱۱ء۵ مردوں سے ناجائز جنسی تعلقات قائم کرتی ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی جانب سے شائع شدہ ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ برطانیہ میں ہر تیسری عورت شادی سے قبل دوسرے مردوں کے ساتھ ناجائز جنسی تعلقات قائم کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر میں 'تہذیب وتمدن کے علمبردار' برطانیہ میں ہر بیسواں بچہ 'ولد الزنا' ہوتا ہے۔ یونان میں 'بذریعہ زنا' پیدا ہونے والے

ناجائز بچوں کی شرح ۲ فیصد، سوئٹزر لینڈ میں ۶ء۱ فیصد، فرانس میں ۳۰ء۱ فیصد، ڈنمارک میں ۴۶ء۴ فیصد اور سویڈن میں ۴۸ء۲ فیصد ہے۔ ان بچوں کی اکثریت والدین سے کماحقہ التفات اور دھیان سے محروم ہوتی ہے، اُنہیں اخلاقی حدود و قیود اور معاشرتی اقدار و روایات سے آگاہ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا، زندگی بسر کرنے کے مہذب و متمدن اطوار سے باخبر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اور کوئی نہیں ہوتا...... کوئی بھی نہیں...... جو اُنہیں اس حقیقت کا شعور بخش سکے کہ عارضی سرور اور وقتی لذت کے لئے کیا جانے والا زنا انسان کو حقیقی مسرت اور دائمی فرحت عطا کرنے سے قاصر ہے۔ اصل انبساط اور خوشی سے تو وہ لوگ ہمکنار ہوتے ہیں جو اپنی شہوانی آرزوؤں کی تسکین اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نکاح جیسے اہم فریضے سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ یہ موضوع طویل بحث اور عمیق تفصیل کا متقاضی ہے مگر ہمیں اس وقت عدمِ فرصت اور صفحات کی تنگ دامانی کا سامنا ہے، بہرحال قصہ کوتاہ یہ کہ والدین کی جانب سے اپنی اولاد کی مناسب تعلیم و تربیت اور پرورش و نگہداشت کے فقدان کی بنا پر آج مغربی ممالک میں بسنے والے افراد کی اکثریت اَن دیکھے مقامات کی راہی اور نامعلوم منزلوں کی جانب محوِسفر ہے۔ ان میں مختلف قسم کی اخلاقی، روحانی اور سماجی برائیاں جیسے زنا کاری، بادہ کشی، کذب گوئی، اذیت رسانی، فریب دہی، جوا بازی، سود خوری، سرقہ زنی اور نجانے کون کون سی سیئات اس طرح سے سرایت کرچکی ہیں کہ الامان الحفیظ۔ اگر ہم ان کی تفصیل بیان کریں گے تو اصل موضوع سے دور ہٹ جائیں گے پس واضح ہوا کہ محض ایک بُرائی زنا کاری سے خاندانی نظام تہہ و بالا ہوا، اس سے پورا معاشرہ درہم برہم ہوا اور اس غم کدۂ رنگ و بو میں بسنے والی ایک قوم کی ایسی داستانِ حیات عالم تخیل سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی کہ جس کا ہر صفحہ تیرہ و تار اور ہر باب غم انگیز ہے۔

اگر حدود قوانین میں مجوزہ ترامیم کا بل خدانخواستہ منظور ہو جاتا ہے اور زنا بالرضا کو وطن مالوف میں قانونی تحفظ مل جاتا ہے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان ان 'اعتدال پسند' اور 'روشن خیال' ممالک کی صف میں تو کھڑا ہو جائے گا، جہاں جنسی بے راہ روی کے اعتبار سے انسانوں اور جانوروں میں کوئی خاص فرق نہیں مگر اس کے بعد خاندانی اور معاشرتی نظام کی جس بربادی و تباہی کا آج مغربی ممالک سامنا کر رہے ہیں، ہو بہو اسی آشفتہ سری، ژولیدہ حالی اور ہلاکت

www.KitaboSunnat.com

خیزی کا سامنا پاکستانی قوم کو بھی کرنا پڑے گا۔ زنا بالرضا کی چھوٹ ملنے پر پاکستانی معاشرہ 'سیکس فری سوسائٹی' میں تبدیل ہوجائے گا، جہاں عصمت فروشی اور قحبہ گری کا دور دورہ ہوگا۔ جس مذموم فعل کا ارتکاب ابھی تک قانون اور معاشرے کے خوف کی بنا پر سات پردوں کے پیچھے کیا جاتا ہے، وہ سرعام وقوع پذیر ہوگا اور معاشرے کی کثیر تعداد قومی غیرت وحمیت کے ان تمام مظاہر ومقتضیات کو نقش ونگارِ طاقِ نسیاں بنادے گی جو پوری ملتِ اسلامیہ کا سرمایۂ افتخار اور طرۂ امتیاز ہیں ؎

جس کو خدا کی شرم ہے وہ ہے بزرگِ دین
دنیا کی جس کو شرم ہے مردِ شریف ہے
جس کو کسی کی شرم نہیں اس کو کیا کہوں
فطرت کا وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے

امریکہ اور یورپ کی جس نام نہاد جدت پسندی، روشن خیالی اور ننگ انسانیت تہذیب و ثقافت نے حکومتی ایوانوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اس کی تباہ کاریاں انہی کو مبارک......! پاکستانی قوم کو 'تحفظِ حقوقِ نسواں' کے پُرکشش اور دل فریب تصور کا جھانسا دے کر راہِ راست سے منحرف نہ کیا جائے۔ پہلے ہی صورتِ حال یہ ہے کہ کیبل نیٹ ورک کے ذریعے اخلاق باختہ اور حیا سوز مناظر پوری قوم کو دکھائے جارہے ہیں، اکثر تعلیمی اداروں میں مخلوط نظامِ تعلیم رائج ہے اور حکومتی سرپرستی میں مرد وزن کی مشترکہ میراتھن ریس کا انعقاد ہوتا ہے۔ان دگرگوں اور ناگفتہ بہ حالات میں زنا بالرضا کو قانونی جواز عطا کرنا مسلمانانِ پاکستان کے اخلاقی و معاشرتی تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے مترادف ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتِ وقت 'وسیع تر قومی مفاد' کے پیش نظر حدود قوانین میں کوئی ایسی ترمیم نہ کرے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو، جس سے اہل اسلام کے دینی و ملی شعائر کو گزند پہنچنے کا امکان ہو یا جو پاکستانی عوام کو اپنے منفرد سماجی افکار ونظریات اور رسوم ورواج سے بیگانہ کردے۔ اسی میں پوری قوم کی سلامتی اور عافیت کا راز پوشیدہ ہے ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمیؐ
ان کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی!

www.KitaboSunnat.com